بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱۴)

چودہ ستارے

(معہ اضافہ)

یعنی

حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالات زندگی

مؤلفہ

تاج المتکلمین نجم العلماء عظیمی مؤرخ یگانہ فخر الشیعہ حضرت حجۃ الاسلام الحاج مولانا مولوی السید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی اعلی اللہ

صدر اعلیٰ، پاکستان مجلس علماء، ممبر حج کمیٹی مرکزی حکومت پاکستان

ناشران

امامیہ کتب خانہ

مغل حویلی اندرون موچی دروازہ

لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

ہوتے نہ گر ازل میں "چودہ ستارے" ہادی
مٹی خراب ہوتی آدم سے رہنما کی

"چودہ ستارے" سے مراد حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام ہیں جن میں سرخیل انبیا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و شفیع روزِ جزا خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا اور بارہ امام علیہم السلام شامل ہیں۔ یہ وہ ذوات ہیں جو خالق کائنات کی طرح بے مثل و بے نظیر ہیں۔ یہ جب عالمِ نور میں تھے، انھوں نے ملائکہ کو تسبیح و تحمید کا سبق دیا۔ جبریل کو علم معرفت سے بہرہ ور کیا۔ آدم و حوا جو گرے ہوئے آنسوؤں کی طرح بے وقعت ہو چکے تھے انھیں شرفِ انسانیت میں توبہ کے ذریعے سے عروج و فروغ بخشا، اور جب عالمِ ظہور میں آئے تو عقولِ انسانی کو علم و معرفت کی جلا دے کر چمکایا۔ گمراہوں کو رہبری کا جادۂ مستقیم بتایا۔ جنت میں جانے کا راستہ دکھایا۔

ان کی مدح سرائی کے لیے زبانِ قدرت ناطق۔ ان کے وضاحتِ حالات کے لیے اوراقِ قرآن شاہد۔ انسان کی کیا مجال کہ ان کے کشفِ حالات کے لیے قلم اٹھا سکے۔ حالات و اوصاف اُن کے لکھے جا سکتے ہیں جن کی کنہ معلوم اور حقیقت آشکار ہو، اور جن کو دنیا میں آزاد زندگی بسر کرنے کا موقع ملا ہو۔ یہ وہ ذوات ہیں جن کے سمجھنے سے عقلِ انسانی قاصر اور فہمِ انسانی معذور ہے۔ میں نے اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے دعائے توفیق اور کتب کی مدد سے لکھا ہے مجھے ہرگز اس کا دعویٰ نہیں کہ میں ان حضرات کے حالات کا ایک شمہ بھی لکھ سکا ہوں۔ بہرحال احباب کی خواہش تھی کہ میں ان کے حالات قلم بند کروں اس لیے قلم اٹھایا اور کچھ نہ کچھ لکھ دیا۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

میں نے اس کی پوری سعی کی ہے کہ واقعات صحیح الفاظ و عبارت موجز و مختصر اور حالات درست لکھے جائیں۔ تاریخ ولادت و شہادت کی صحت پر بھی پوری قوت صرف کی جائے اور میں نے اس کی سعی بلیغ میں بھی دریغ نہیں کیا کہ صحیح تاریخ منظرِ عام پر آ جائے۔ میں نے اپنی بساط کے مطابق اس کی بھی کوشش کی ہے کہ جو واقعات بعض معاصرین نے غیر مناسب لکھ دیے ہیں، وہ بھی صاف ہو جائیں اور اعتراض

انگریز مسٹر ٹائیلر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ محمدؐ نے خود اپنے داماد علیؑ کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کر دیا تھا۔ لیکن آپؐ کے خسر ابو بکر نے لوگوں کو اپنی سازش میں لے کر خلافت پر قبضہ کر لیا۔ (ملاحظہ ہو ایلیمنٹس آف جنرل ہسٹری صفحہ ۲۲۹ طبع ۱۸۸۰ء) انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں یہ ہے کہ رسولؐ کے بعد اسلام کی سرداری کا دعویٰ علیؑ کو زیادہ مناسب معلوم ہوتا تھا۔ مسٹر ڈیون نے لکھا ہے کہ اگر قرابت کی وجہ سے تحت نشینی کا اصول علیؑ کے موافق مانا جاتا تو وہ برباد کن جھگڑے پیدا ہی نہ ہوتے جنھوں نے اسلام کو مسلمانوں کے خون میں ڈبو دیا۔ (اسپرٹ آف اسلام مسٹر سیڈیو از تاریخ اسلام جلد ۳ صفحہ ۲۰)

حضرت علیؑ کے فضائل

امیر المومنین حضرت علیؑ کے فضائل کا قلمبند کرنا طاقت بشریہ سے بالا ہے۔ خود سرور کائناتؐ نے اس کے محال ہونے پر نص فرما دی ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ "اگر تمام دنیا کے دریا سیاہی بن جائیں اور درخت قلم ہو جائیں اور جن و انس لکھنے اور حساب کرنے والے ہوں۔ تب بھی علی ابن ابی طالب کے فضائل کا احصار نہیں کر سکتے۔ (کشف الغمہ صفحہ ۵۵ وارجح المطالب) علماء اسلام نے بھی اکثریت فضائل کا اعتراف کیا ہے۔ اور اکثر نے احاطہ فضائل سے عاجزی ظاہر کی ہے۔ علامہ عبد البر نے کتاب استیعاب جلد ۲ کے صفحہ ۴۷۸ پر تحریر فرمایا ہے فضائلہ لا یحیط بھا کتاب آپ کے فضائل کسی ایک کتاب میں جمع نہیں کئے جا سکتے علامہ ابن حجر کی صواعق محرقہ اور ینابیع میں لکھتے ہیں کہ مناقب علی وفضائلہ اکثر من ان تحصیٰ۔ حضرت علیؑ کے مناقب و فضائل حد احصا سے باہر ہیں اور صواعق صفحہ ۷۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ فضائل علی وھی کثیرۃ عظیمۃ مشائعۃ حتی قال احمد وما جاء لاحد من الفضائل ما جاء لعلی۔ بے شمار ہیں۔ بیش بہا ہیں اور مشہور ہیں۔ احمد ابن حنبل کا کہنا ہے کہ علیؑ کے لیے جتنے فضائل و مناقب موجود ہیں کسی کے لیے نہیں ہیں۔ قاضی اسماعیل، امام نسائی اور ابو علی نیشاپوری کا کہنا ہے کہ کسی صحابی کی شان میں عمدہ سند (اسناد) کے ساتھ وہ فضائل وارد نہیں ہوئے جو حضرت علیؑ کی شان میں وارد ہوئے ہیں۔ علامہ محمد ابن طلحہ شافعی تحریر فرماتے ہیں کہ علیؑ کے جو فضائل ہیں وہ کسی اور کو نصیب نہیں۔ رسول اللہؐ نے آپ کو "ایۃ الھدیٰ" منار الایمان اور امام الاولیاء فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ علیؑ کا دوست میرا دوست ہے اور علیؑ کا دشمن میرا دشمن ہے (مطالب السئول صفحہ ۱۶) علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں جہاں "یا ایھا الذین امنوا" آیا ہے۔ وہاں ایمان داروں سے مراد لیے جانے والوں میں علیؑ کا درجہ سب سے پہلا ہے۔ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اصحاب کی مذمت آئی ہے۔ لیکن حضرت علیؑ کے لیے جب بھی ذکر آیا ہے خیر کے ساتھ آیا ہے اور علیؑ کی شان میں قرآن مجید کی تین سو آیتیں نازل ہوئیں۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۷۶ طبع مصر) یہی وجہ ہے کہ

امام الانس والجن حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ اس امت میں سے کسی ایک کا بھی قیاس اور مقابلہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں کیا جا سکتا اور ان لوگوں کی برابری جن کو . . . برابر نعمتیں دی گئیں ان افراد سے نہیں کی جا سکتی جو نعمت دینے والے تھے اور نعمتیں دیتے رہے۔ آلِ رسول دین کی نیو اور یقین کے کھمبے ہیں۔ (سلسبیل فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ ص۲) بے شک حضور ولایت کا یہ فرمانا بالکل درست ہے کہ آلِ محمدؐ کی برابری نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ حضور رسول کریمؐ نے نص فرمادی ہے کہ میری آل میرے علاوہ ساری کائنات سے بہتر اور افضل ہے اور حدیث کفو فاطمہ نے اس کی وضاحت کردی ہے کہ آلِ رسول کا درجہ انبیاء سے بالاتر ہے۔ ان ہی حضرات کی محبت کا حکم خداوند عالم نے قرآن مجید میں دیا ہے اور ان کی محبت سے سوال کیا جانا مسلّم ہے۔ ان کے لیے دنیا کی مسجدیں اپنے گھر کے مانند ہیں۔ (درمنثور و مطالب السئول ص۵۹) اہل بیت میں حضرت علی کا پہلا درجہ ہے، اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ جو فضیلت علی کی ہے۔ اس میں تمام آئمہ مشترک ہیں۔ آپ کو خدا نے قسیم النار والجنۃ بنایا ہے۔ (صواعق محرقہ ص۷۵) آپ کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے اور آپ کا ذکر کرنا عبادت ہے (نورالابصار، ینابیع ص۹۰ وصواعق محرقہ ص۷۳) آپ کے حکم کے بغیر کوئی جنت میں نہیں جا سکتا۔ علامہ ابن حجر مکی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی شخص بھی صراط پر سے گزر کر جنت میں جا سکے گا جب تک علی کا دیا ہوا پروانہ جنت اس کے پاس نہ ہوگا۔ (صواعق محرقہ ص۷۵ طبع مصر) آپ کو حق کے ساتھ اور حق کو آپ کے ساتھ ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ آپ کو رسول اکرمؐ نے بموقعہ مواخات اپنا بھائی قرار دیا ہے۔ آپ کے لیے دو بار آفتاب پلٹا شواہد النبوت ص۲۸ میں ہے کہ جنگ خیبر کے سلسلہ میں بمقام صہبا جب وحی کا نزول ہونے لگا اور سرِ رسول علی کے زانو پر تھا اور آفتاب غروب کر گیا تھا۔ اس وقت آپؐ نے علی کو حکم دیا کہ آفتاب کو پلٹا کر نماز ادا کریں چنانچہ آفتاب غروب ہونے کے بعد پلٹا اور علی نے نماز ادا کی۔ اسی کتاب کے ص۱۲۲ پر نیز کتاب سفینۃ البحار جلد ا ص۸۶ ومجمع البحرین ص۲۳۲ میں ہے کہ وفاتِ رسول کے بعد حضرت علی بابل جاتے وقت جب فرات کے قریب پہنچے تو اصحاب کی نماز عصر قضا ہوگئی آپ نے آفتاب کو حکم دیا کہ پلٹ آئے۔ چنانچہ وہ پلٹا اور اصحاب نے نمازِ عصر ادا کی نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض وغیرہ میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا ایک ذاکر آپ کے ذکر میں مشغول تھا کہ نماز عصر قضا ہوگئی اس نے کہا اے آفتاب پلٹ آ کہ میں اس کا ذکر کر رہا ہوں جس کے لیے تو دو بار پلٹ چکا ہے۔ چنانچہ آفتاب پلٹا اور اس نے نمازِ عصر ادا کی۔ شواہد النبوت کے ص۲۰۱ میں ہے کہ علی مجسم حق تھے اور ان کی زبان پر حق ہی جاری ہوتا تھا۔ امام شافعی ارشاد فرماتے جو مسلمان اپنی نماز میں ان پر درود نہ بھیجے اس کی نماز صحیح نہیں ہے

(صواعق محرقہ)۔